حرمين

رئاسة الشؤون الدينية
بالمسجد الحرام والمسجد النبوي

زکوۃ اور روزے سے متعلق دو مختصر رسائل

رسالتان موجزتان في الزكاة والصيام

أردو

اردو

تالیف

سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالی

رسالتان موجزتان في الزكاة والصيام

زکوۃ اور روزے سے متعلق دو مختصر رسائل

تالیف

سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالی

زکوٰۃ اور روزے سے متعلق دو مختصر رسائل

پہلا رسالہ

زکوۃ سے متعلق چند اہم مسائل

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو اکیلا ہے اور درود و سلام ہو اس ذات پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا اور آپ کے آل واصحاب پر، امابعد:

ان کلمات کو لکھنے کا مقصد فریضۂ زکوٰۃ کی یاددہانی اور نصیحت ہے، جس فریضہ کے بارے میں بہت سارے مسلمان تساہل کا شکار ہیں اور شرعی طریقے سے اسے نہیں نکالتے ہیں، جب کہ اس کا مرتبہ بڑا ہی بلند ہے اور یہ اسلام کے ان پانچ ارکان میں سے ہے جن کے بغیر اسلام کی بنیاد استوار نہیں ہو سکتی، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا"۔ اس کے صحیح ہونے پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔

مسلمانوں پر زکوٰۃ کی فرضیت اسلام کی نمایاں خوبیوں میں سے ہے، یہ مسلانوں کے تئیں اسلام کی خبر گیری کا مظہر ہے؛اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں اور غریب مسلمانوں کو اس کی سخت حاجت ہے۔

ان فوائد میں سے پہلا فائدہ: غریبوں اور مالداروں کے درمیان الفت و محبت کے رشتے کو استوار کرنا ہے کیوں کہ انسان کا نفس فطری طور پر اپنے محسن سے محبت کرنے لگتا ہے۔

اور انہی فوائد میں سے دوسرا فائدہ: نفس کی پاکیزگی و تزکیہ، اور بخیلی و طمع جیسی خصلتوں سے دوری ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم نے اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے:

﴿خُذۡ مِنۡ أَمۡوَٰلِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيهِم بِهَا﴾

آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کردیں۔(التوبۃ:۱۰۳)

اور انہی فوائد میں سے تیسرا فائدہ: مسلمان کے اندر سخاوت وفیاضی کی صفت پیدا کرنا اور محتاجوں کے تئیں لطف و کرم کا عادی بنانا ہے۔

اور انہی فوائد میں سے چوتھا فائدہ: برکت، اضافہ اور اللہ کی طرف سے نعم البدل کا حاصل ہونا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُۥ ۖ وَهُوَ خَيْرُ ٱلرَّٰزِقِينَ﴾

تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اللہ اُس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ (سبا:۳۹)

اور صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ابن آدم! خرچ کر، ہم تجھ پر خرچ کریں گے..."۔ اور اس طرح کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔

اور جو زکاۃ نکالنے میں کوتاہی کرے یا بخیلی سے کام لے اس کے بارے میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ ٱلْأَحْبَارِ وَٱلرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَٰطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۗ وَٱلَّذِينَ يَكْنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُواْ مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾﴾

اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔

جس دن اس خزانے کو آتشِ دوزخ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا:) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔ (التوبۃ: ۳۵-۳۴)۔

چنانچہ ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے، وہ خزانہ (کنز) ہے جس کے ذریعہ روزِ قیامت اس کے مالک کو عذاب دیا جائے گا، جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بھی سونا یا چاندی والا شخص (صاحبِ نصاب) اپنے اس مال کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، اس کے لیے قیامت کے دن آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی؛ اور انھیں جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر ان سے اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا۔ جب جب تختیاں ٹھنڈی ہو جائیں گیں، انھیں دوبارہ گرمایا جائے گا، یہ عذاب ایک ایسے دن میں ہوگا، جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی۔ (یہ سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے، اور (عذاب میں گرفتار شخص) جنت یا جہنم کی جانب اپنا راستہ دیکھ لے"۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے اونٹ، گائے اور بکریوں کے مالک کا ذکر کیا جو ان کی زکاۃ ادا نہیں کرتا، اور بتایا کہ قیامت کے دن اسے ان جانوروں کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔

نیز صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا ہے تو قیامت کے دن اس (مال) کو اس کے لیے ایک زہریلے سانپ کی شکل میں بنایا جائے گا جس کی آنکھ کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے، جو اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا، پھر وہ اس کی دونوں باچھیں (جبڑوں کو) پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں"۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا۟ بِهِۦ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ ۗ وَلِلَّهِ مِيرَٰثُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٨٠﴾ ﴾

جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن وہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔(آل عمران: ١٨٠)

زکوٰۃ چار قسم کی چیزوں میں واجب ہے: زمین سے پیدا ہونے والے غلے اور پھل، چرنے والے چوپائے، سونا اور چاندی، اور سامان تجارت۔

اور ان چاروں اقسام میں سے ہر ایک کا ایک مقررہ نصاب ہے، اس سے کم مقدار پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ غلہ اور پھلوں کا نصاب: پانچ وسق ہے، اور ایک وسق کی مقدار ساٹھ صاع ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے صاع کے مطابق۔ لہذا کھجور، کشمش، گندم، چاول، جو اور ان جیسے دیگر اناج کا نصاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے صاع کے مطابق تین سو صاع ہے، اور ایک صاع کی مقدار یہ ہے کہ درمیانہ قد کے آدمی کے دونوں بھرے ہاتھوں سے چار مرتبہ ناپا جائے۔

اور اگر کھجور کے درخت اور کھیتیاں بلا اخراجات کے سیراب ہوں جیسے بارش، نہر یا جاری چشموں کے پانی سے، تو اس میں دسواں حصہ واجب ہوگا۔

اگر سینچائی اخراجات اور محنت سے ہو جیسے پن چکی اور پانی کھینچنے والی مشینوں وغیرہ سے، تو اس میں بیسواں حصہ واجب ہوگا، جیسا کہ صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

اور جہاں تک سائمہ یعنی چرنے والے اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ کا نصاب ہے، تو اس کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی صحیح احادیث میں موجود ہے، جو

شخص اس کے بارے میں جاننا چاہے وہ اہل علم سے سوال کر لے، اگر اختصار مقصود نہ ہوتا تو ہم مکمل فائدے کے لیے اس کا ذکر کر دیتے۔

چاندی کا نصاب ایک سو چالیس مثقال ہے، اور اس کی مقدار سعودی عرب کے درہم کے مطابق چھپن ریال ہے۔

سونے کا نصاب بیس مثقال ہے، اور اس کی مقدار سعودی جنیہ کے مطابق گیارہ جنیہ اور سات میں تین حصے ہیں، اور گرام کے اعتبار سے بانوے گرام ہے۔ جو شخص اتنی مقدار میں سونا یا چاندی کا مالک ہو اور اس پر سال گزر جائے، تو اس پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے۔

نفع (منافع) اصل مال کے تابع ہوتا ہے، اس لیے اس پر نیا سال مکمل ہونے کی شرط نہیں۔ اسی طرح چرنے والے مویشیوں کی افزائش بھی اصل مال کے تابع ہوتی ہے، لہٰذا اگر اصل مال نصاب کو پہنچ چکا ہو تو اس کی نئی پیداوار پر الگ سے سال گزرنے کی ضرورت نہیں۔

سونے اور چاندی کے حکم میں وہ پیسے (نقدی کرنسی) بھی شامل ہیں جن کو آج کے دور میں لوگ استعمال کرتے ہیں، چاہے انہیں درہم کہا جائے، دینار کہا جائے،

ڈالر کہا جائے یا کوئی اور نام دیا جائے۔ اگر ان کی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کو پہنچ جائے اور ان پر ایک سال گزر جائے تو ان میں زکوٰۃ واجب ہو گی۔

اور نقدی ہی کے حکم میں خواتین کے سونے یا چاندی کے زیورات بھی شامل ہیں، خاص طور پر جب وہ نصاب کو پہنچ جائیں اور ان پر ایک سال گزر جائے، تو ان میں زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ وہ استعمال کے لیے ہوں یا عاریۃً دینے کے لیے رکھے ہوں، یہی علماء کا صحیح ترین قول ہے؛ کیوں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی"۔ پہلے بیان کردہ حدیث کے آخر تک۔

اور اس لیے بھی کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے ایک عورت کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے تو فرمایا: "کیا ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟" اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تمہیں اس بات سے خوشی ہو گی کہ ان دونوں کنگن کے بدلے اللہ تعالیٰ تمھیں قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائے؟" تو ان دونوں کو اس نے نکال کر ڈال دیا اور کہا: "یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں"۔ اسے ابوداود اور نسائی نے حسن سند سے روایت کیا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے کہ وہ سونے کے زیورات پہنتی تھیں، تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ، کیا یہ ”کنز“ (خزانہ) ہے؟ تو آپ ﷺ

نے فرمایا: "جو مال زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے پھر اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ ''کنز'' (خزانہ) میں شمار نہیں ہوگا"۔ اور اس معنی کی دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔

جہاں تک تعلق ہے عروض کا، یعنی وہ سامان جو فروخت کے لیے تیار کیا گیا ہو، تو سال کے اختتام پر اس کی قیمت کا حساب لگایا جائے گا اور اس کی پوری قیمت کا ڈھائی فیصد بطور زکوٰۃ نکالا جائے گا، خواہ اس کی قیمت اس کی خریدی کے برابر ہو، یا اس سے زیادہ ہو یا کم؛ کیوں کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: "رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اس مال سے صدقہ (زکوٰۃ) نکالیں جسے ہم فروخت کے لیے تیار کرتے ہیں"۔ (سنن ابوداود)

اس ضمن میں فروخت کی غرض سے رکھی ہوئی زمینیں، عمارتیں، گاڑیاں، پانی کھینچنے والی مشینیں اور دیگر ایسے سامان داخل ہیں جو فروخت کے لیے تیار کیے گئے ہوں۔

البتہ وہ عمارتیں جو کرایہ پر دینے کے لیے تیار کی گئی ہوں اور فروخت کے لیے نہ ہوں، تو ان کے کرایے پر زکوۃ واجب ہوگی جب کہ ان پر سال گزر جائے، لیکن خود ان عمارتوں پر کوئی زکوۃ نہیں ہے کیوں کہ وہ فروخت کے لیے تیار نہیں کی گئی ہیں۔ اسی طرح ذاتی استعمال کی گاڑیاں اور کرایہ کی گاڑیاں بھی اگر فروخت کے لیے نہ

ہوں تو ان پر زکوۃ نہیں ہے، اس لیے کہ ان کے مالک نے انھیں اپنے ذاتی استعمال کے لیے خریدا ہے۔اور اگر کرائے پر دی ہوئی گاڑی کے مالک کے پاس کرائے یا کسی اور ذریعہ سے اتنے پیسے جمع ہو جائیں جو نصاب کو پہنچ جائیں تو ایک سال گزرنے پر اس میں زکٰوۃ واجب ہو جائے گی، چاہے وہ اسے خرچ کے لیے اٹھار کھا ہو، شادی کے لیے جمع کر رکھا ہو یا جائیداد خریدنے کے لیے جمع کر رکھا ہو یا قرض ادا کرنے کے لیے رکھا ہو یا کوئی اور مقصد ہو۔ شریعت کی عمومی دلیلیں ایسی صورت حال میں زکٰوۃ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

اور علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق قرض زکٰوۃ میں مانع نہیں ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔اسی طرح جمہور علماء کے نزدیک یتیموں اور پاگلوں کے مال میں بھی زکٰوۃ واجب ہے جب وہ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے، اور ان کے سرپرستوں پر واجب ہے کہ سال مکمل ہونے پر ان کی طرف سے ان کے مال کی زکٰوۃ نکالیں؛اس کی دلیل وہ عام احادیث ہیں جو اس ضمن میں آئی ہیں، مثلاً معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کو یمن کی طرف بھیجنے لگے تو فرمایا: "یقیناً اللہ تعالٰی نے ان کے مالوں میں زکٰوۃ کو فرض کیا ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے اور ان کے غریبوں کو دی جائے"۔

زکاۃ اللہ کا حق ہے، اسے ان لوگوں کو دینا جائز نہیں جو اس کے مستحق نہیں ہیں، نہ ہی اس سے انسان اپنے لیے کوئی فائدہ حاصل کرے یا کوئی نقصان دور کرے، نہ ہی اس سے اپنے مال کی حفاظت کرے یا اپنی کسی مصیبت کو دور کرے۔ بلکہ مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی زکاۃ کو اس کے مستحقین پر خرچ کرے کیوں کہ وہی اس کے حق دار ہیں، کسی اور غرض کو سامنے نہ رکھے، اور اللہ کی خاطر خوش دلی سے اس کو ادا کردے تاکہ وہ بری الذمہ ہو جائے اور اجر عظیم کا مستحق قرار پائے اور مال میں برکت کا باعث ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی کتابِ کریم میں زکوٰۃ کے مستحقین کو بیان فرمادیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا ٱلصَّدَقَٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَٱلۡمَسَٰكِينِ وَٱلۡعَٰمِلِينَ عَلَيۡهَا وَٱلۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمۡ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَٱلۡغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبۡنِ ٱلسَّبِيلِۖ فَرِيضَةٗ مِّنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٞ ٦٠﴾

صدقات (زکاۃ و خیرات) صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جن کی دل جوئی مقصود ہوتی ہے اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہ رو مسافروں

کے لیے، فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ خوب علم وحکمت والا ہے۔(التوبۃ: ٦٠)

اس آیت کریمہ کے اختتام پر ان دو عظیم اسماء (العلیم اور الحکیم) کے ذکر میں اللہ سبحانہ وتعالٰی کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے یہ تنبیہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کے احوال کو جانتا ہے کہ کون ان میں سے زکٰوۃ کا مستحق ہے اور کون نہیں، اور وہ اس کو اور اس کی مقدار کو مشروع کرنے میں بڑا حکیم ہے، وہ تمام چیزوں کو ان کے لائق مقامات پر ہی رکھتا ہے، (اگرچہ بعض لوگوں پر اس کی حکمتیں مخفی ہوتی ہیں) تاکہ اس کی شریعت سے لوگ مطمئن رہیں اور اس کے حکم کو تسلیم کریں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنے دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، اس کے معاملات میں راست بازی کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کی رضامندی کے کاموں میں پہل کرنے کی سعادت نصیب فرمائے اور اس کا غضب لانے والے امور سے عافیت دے۔ یقیناً اللہ تعالٰی سب کچھ سننے والا اور بہت قریب ہے۔

درود وسلام نازل ہو اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ پر اور آپ کے آل واصحاب پر۔

الرئیس العام لإدارات البحوث العلمیۃ افتاء، دعوت وارشاد

سماحۃ الشیخ: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ

دوسرا پیغام

رمضان کے روزے اور قیام کی فضیلت کے ساتھ بعض ایسے اہم احکام کا بیان، جو بعض لوگوں پر مخفی ہو سکتے ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کی جانب سے یہ رسالہ ہر اس مسلمان کی خدمت میں ہے جو اس کو دیکھے۔ اللہ مجھے اور ان سب کو اہل ایمان کے راستے پر چلائے، اور مجھے اور ان کو کتاب وسنت کی سمجھ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

آپ سب پر سلامتی اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

امابعد: یہ ایک مختصر نصیحت ہے جو ماہِ رمضان کے روزے اور قیام کی فضیلت، اور اس میں نیک اعمال میں سبقت کی فضیلت سے متعلق ہے، ساتھ ہی کچھ ایسے اہم احکام کا بیان بھی ہے جو بعض لوگوں پر مخفی ہو سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ ماہِ رمضان کی آمد کی خوشخبری اپنے صحابہ کو سناتے اور یہ خبر دیتے کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس میں رحمت اور

جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں رہتا، اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور اس کا کوئی بھی دروازہ کھلا نہیں رہتا، اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک منادی پکارتا ہے: اے نیکی کے طلب گار! آگے بڑھ، اور اے برائی کے طلب گار! رک جا۔ اور اللہ تعالیٰ جہنم سے (بعض) لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ اور یہ (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے"۔

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"ماہِ رمضان، ماہِ مبارک تمھارے پاس آپہنچا ہے، اللہ تم پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے، گناہوں کو مٹاتا ہے، دعاؤں کو قبول کرتا ہے، اور اللہ تمھارا اس میں نیکیوں میں سبقت کرنے کو دیکھتا ہے اور اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے؛ لہٰذا اپنی طرف سے اللہ کے سامنے خیر و بھلائی پیش کرو، کیوں کہ بدبخت وہ ہے جو اس ماہ میں اللہ کی رحمت سے محروم کر دیا گیا"۔

اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"جس نے ایمان کے ساتھ اور اجر و ثواب کے حصول کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور جس نے ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کے حصول کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں

گے، اور جس نے شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی غرض سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے"۔

اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے،۔ نیکی کو دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔، سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا؛ وہ میرے لیے اپنی شہوت اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اس کے افطار کے وقت، اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے"۔

رمضان کے روزوں اور قیام کی فضیلت اور عمومی طور پر روزے کی فضیلت سے متعلق بہت ساری احادیث موجود ہیں۔

لہذا مومن کو چاہیے کہ وہ اس موقع سے فائدہ اٹھائے اور ماہِ رمضان کو پانے کی اللہ نے جو سعادت بخشی ہے اس کو غنیمت جانتے ہوئے نیکیوں میں آگے بڑھے اور برائیوں سے بچے اور اللہ کے فرائض ادا کرنے میں اور خصوصًا پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کرے، اس لیے کہ یہ اسلام کا ستون ہے، اور شہادتین کے بعد سب سے عظیم ترین فریضہ ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان مرد اور عورت پر ان نمازوں کی پابندی خشوع واطمینان کے ساتھ ان کے اوقات میں واجب ہے۔

اور مردوں کے حق میں تو یہ اہم ترین واجب ہے کہ وہ نمازوں کو اللہ کے ان گھروں میں پہنچ کر باجماعت ادا کریں جن میں اللہ نے اپنا نام بلند کرنے اور ان میں اپنے نام کا ذکر کرنے کی اجازت دی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴾

اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔(البقرۃ :۴۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلۡوُسۡطَىٰ وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ ﴾

نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔(البقرۃ:۲۳۸)

اور فرمایا:

﴿قَدۡ أَفۡلَحَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ١ ٱلَّذِينَ هُمۡ فِي صَلَاتِهِمۡ خَٰشِعُونَ ٢﴾

یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ (المؤمنون:۱-۲)

یہاں تک ارشاد فرمایا:

﴿وَٱلَّذِينَ هُمۡ عَلَىٰ صَلَوَٰتِهِمۡ يُحَافِظُونَ ۝٩ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡوَٰرِثُونَ ۝١٠ ٱلَّذِينَ يَرِثُونَ ٱلۡفِرۡدَوۡسَ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ ۝١١﴾

جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں، یہی وارث ہیں، جو فردوس کے وارث ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔(المؤمنون:۹-۱۱)

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان نماز کا فرق ہے، تو جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا"۔

نماز کے بعد سب سے اہم فریضہ زکاۃ کی ادائیگی ہے جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:

﴿وَمَآ أُمِرُوٓاْ إِلَّا لِيَعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مُخۡلِصِينَ لَهُ ٱلدِّينَ حُنَفَآءَ وَيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُواْ ٱلزَّكَوٰةَۚ وَذَٰلِكَ دِينُ ٱلۡقَيِّمَةِ ۝٥﴾

اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔اُسی کے لیے دین کو خالص رکھیں یکسو ہو کر اور نماز قائم رکھیں اور زکٰوۃ دیتے رہیں، یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔(البینۃ:۵)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ ۝٥٦﴾

نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کے رسول کی فرمانبرداری میں لگے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔(النور:٥٦)

اللہ کی عظیم کتاب اور اس کے رسولِ کریم کی احادیث سے یہ بات واضح ہے کہ جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے، قیامت کے دن اس کو اسی مال سے عذاب دیا جائے گا۔

اور نماز و زکاۃ کے بعد سب سے اہم فریضہ رمضان کے روزے ہیں، اور یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے قول میں مذکور ہے:

"اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں ہے، اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا"۔

لہذا مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز اور روزوں کو اللہ کے حرام کردہ اقوال و اعمال سے محفوظ رکھے، اس لیے کہ روزوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی فرمانبرداری، اس کی حرمتوں کی تعظیم اور اللہ کی اطاعت میں نفس کے خلاف مجاہدہ اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں پر صبر کرنے کی عادت پیدا کرنا مقصود ہے۔ صرف کھانے،

پینے اور روزے کو توڑنے والی دیگر چیزوں سے رک جانا مقصود نہیں۔اسی وجہ سے صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"روزہ ایک ڈھال ہے،جب تم میں کوئی روزے دار ہو تو نہ وہ شہوت کا کوئی کام کرے اور نہ گالی گلوچ کرے،اور اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ کرے یا اس سے جھگڑا کرے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں"۔

رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث ہے،آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص جھوٹ بولنے،اس پر عمل کرنے اور جہالت سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا اور پانی چھوڑ دے"۔

لٰہذا ان نصوص اور دیگر دلائل سے معلوم ہوا کہ روزے دار پر واجب ہے کہ وہ ہر اس چیز سے اپنے آپ کو بچائے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے اور ہر اس چیز کی پابندی کرے جو اللہ نے اس پر واجب کیا ہے،اور اس طرح اس کے لیے مغفرت،جہنم سے آزادی،اور روزے اور قیام کی قبولیت کی امید کی جا سکتی ہے۔

چند اہم احکام ایسے ہیں جو کچھ لوگوں سے مخفی ہو سکتے ہیں:

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ روزہ ایمان کے ساتھ اور ثواب کے حصول کے لیے رکھے، ریاکاری، شہرت طلبی، لوگوں کی تقلید یا اپنے اہلِ خانہ یا اہل وطن کی پیروی کرتے ہوئے نہ رکھے،بلکہ اس پر واجب ہے کہ روزہ رکھنے پر آمادہ کرنے والی بات اس کا ایمان

ہو کہ اللہ نے اس پر یہ فرض کیا ہے، اور اس کے رب کے ہاں اجر کی نیت سے ہو۔ اسی طرح رمضان کا قیام بھی ایمان و احتساب کے ساتھ کرنا چاہیے، نہ کہ کسی اور مقصد سے؛ اسی لیے نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

"جس نے ایمان کے ساتھ اور اجر و ثواب کے حصول کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور جس نے ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کے حصول کی نیت سے رمضان کا قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اور جس نے شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی غرض سے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے"۔

اور جن باتوں کا حکم بعض لوگوں سے مخفی ہو سکتا ہے' ان میں سے یہ بھی ہے کہ بسا اوقات کسی زخم کا خون یا نکسیر یا قئے اور پانی یا پٹرول بغیر اختیار کے روزے دار کے حلق تک پہنچ جاتا ہے۔ تو ان تمام باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر کسی نے عمداً قئے کیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیوں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جسے (بے اختیار) قے آ جائے اس پر قضا نہیں ہے اور جو عمداً قے کرے اس پر قضا واجب ہے"۔

اور ان میں سے یہ بھی ہے کہ: کبھی روزے دار جنابت کے غسل کو طلوعِ فجر تک مؤخر کر دیتا ہے اور اسی طرح بعض عورتیں حیض و نفاس سے پاکی کے غسل کو

فجر تک مؤخر کر دیتی ہیں، اگر اس عورت نے طلوعِ فجر سے پہلے پاکی دیکھ لی تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہو گا۔ اور اس صورت میں فجر طلوع ہونے کے بعد بھی غسل کر سکتی ہے مگر سورج طلوع ہونے تک غسل کو مؤخر کرنا اس کے لیے جائز نہیں، بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ غسل کر کے طلوعِ شمس سے پہلے نمازِ فجر ادا کر لے۔

اسی طرح جنبی کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ وہ طلوعِ شمس کے بعد جنابت کا غسل کرے، بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ غسل کرے اور طلوعِ شمس سے پہلے نمازِ فجر ادا کر لے، اور مرد پر جلدی غسل کرنا واجب ہے تاکہ وہ نمازِ فجر باجماعت ادا کر سکے۔

جن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا ان میں یہ بھی ہے: خون ٹیسٹ کروانا، غذائی انجکشن کے علاوہ کوئی دوائی کا انجکشن لگوانا، لیکن اگر اشد ضرورت نہ ہو تو افطار تک مؤخر کرنا احوط واولیٰ ہے، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس چیز میں تمھیں شک ہو، اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر لو جس میں تمھیں کوئی شک نہ ہو"۔

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے:

"جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا"۔

ان امور میں سے جن کا حکم بعض لوگوں سے مخفی رہ سکتا ہے' یہ بھی ہے:

نماز میں اطمینان کا نہ ہونا، چاہے وہ فرض نماز ہو یا نفل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ اطمینان، نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، جس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی،اس سے مراد نماز میں سکون، خشوع و خضوع اور اطمینان کے ساتھ ادائیگی ہے یہاں تک کہ ہر جوڑ اس کی جگہ پر واپس لوٹ جائے۔ بہت سے لوگ رمضان میں تراویح کی نماز ایسے پڑھتے ہیں کہ نہ اس کو سمجھتے ہیں اور نہ اس میں اطمینان ہوتا ہے، بلکہ کوّے کے ٹھونگ مارنے کی طرح (جلدی جلدی) ادا کرتے ہیں، اور ایسی نماز حقیقت میں باطل ہے،اور اس کا پڑھنے والا گناہ گار اور بے اجر ہوتا ہے۔

ان امور میں سے جن کا حکم بعض لوگوں سے مخفی رہ سکتا ہے' یہ بھی ہے:

بعض لوگوں کا یہ گمان کہ تراویح کی رکعتیں بیس سے کم نہیں ہو سکتیں، اور بعض لوگوں کا یہ گمان کہ گیارہ یا تیرہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا جا سکتا، یہ سب گمان غلط ہیں، بلکہ یہ دلائل کے مخالف ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت شدہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کی نماز کی تعداد میں وسعت ہے، اس میں کوئی مخصوص تعداد کی حد بندی نہیں کی گئی جس کی خلاف ورزی نہ کی جا سکے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے رات میں کبھی گیارہ رکعت ادا فرمائی، کبھی تیرہ اور کبھی اس سے بھی کم ادا فرمائی، رمضان میں

بھی اور غیر رمضان میں بھی، اور جب آپ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"دو دو رکعت (کرکے پڑھو) اور جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا خوف ہو تو وہ ایک رکعت نماز پڑھ لے؛ وہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادے گی"۔ اس کے صحیح ہونے پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے متعین رکعات کی حد بندی نہیں فرمائی نہ رمضان کے لیے اور نہ غیر رمضان کے لیے، اسی لیے صحابہ کرام نے عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بعض اوقات تئیس رکعات اور بعض اوقات گیارہ رکعات ادا فرمائی، یہ سب عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے دور کے صحابہ سے ثابت ہے۔

بعض سلف رمضان میں چھتیس رکعات اور تین وتر پڑھتے تھے، اور بعض اکتالیس رکعت پڑھتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور دوسرے علماء نے بھی اہلِ علم سے نقل کیا ہے اور فرمایا کہ اس معاملے میں وسعت ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص قراءت، رکوع اور سجدے کو لمبا کرے، اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ رکعتوں کی تعداد کم کرے، اور جو قراءت، رکوع اور سجدے کو ہلکا کرے، وہ تعداد میں اضافہ کرے۔ یہ ان کے کلام کا مفہوم ہے، رحمہ اللہ۔

جو شخص نبی ﷺ کی سنت پر غور کرے اس کو معلوم ہو جائے گا کہ اس سب میں افضل یہی ہے کہ گیارہ یا تیرہ رکعات نماز پڑھی جائے، چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان؛ کیونکہ یہ نبی ﷺ کے اکثر اوقات کے عمل کے مطابق ہے، اور یہ نمازیوں کے لیے زیادہ آسان اور خشوع و خضوع کے قریب ہے۔اور جو اس سے زیادہ پڑھنا چاہے تو وہ بغیر کسی حرج اور کراہیت کے پڑھ سکتا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

جو قیامِ رمضان کے لیے امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اس کے لیے افضل یہی ہے کہ وہ اپنی نماز کو امام کے ساتھ مکمل کر لے، کیوں کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

"جب آدمی امام کے ساتھ قیام کرے یہاں تک کہ وہ نماز مکمل کر لے تو اللہ اس کے لیے رات بھر کا قیام لکھ دیتا ہے"۔

تمام مسلمانوں کے لیے اس مبارک مہینے میں مختلف عبادات میں محنت کرنا مشروع ہے، جیسے نفل نماز، تدبر و تفکر کے ساتھ قرآن کی تلاوت، کثرت سے تسبیح، تہلیل، تحمید، تکبیر، دعائیں واستغفار، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، دعوت الی اللہ، فقراء و مساکین کی دلجوئی، والدین کی فرمانبرداری، صلہ رحمی، پڑوسی کی عزت، مریض کی عیادت اور دیگر نیک کام؛ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گزر چکا ہے جس میں آپ نے فرمایا:

"نیکیوں میں تمھارے سبقت کرنے کو اللہ دیکھتا ہے اور اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتا ہے، لٰہذا اللہ کو اپنی جانب سے بھلائی دکھاؤ کیونکہ بدبخت وہ ہے جو اس ماہ میں اللہ کی رحمت سے محروم ہو جائے"۔

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس نے اس ماہ میں کسی نیکی کے ذریعے قرب حاصل کیا اس نے گویا دوسرے اوقات میں کسی فرئضہ کو انجام دیا اور جس نے اس میں کسی فرض کو ادا کیا گویا اس نے دوسرے اوقات میں ستر فرضوں کو ادا کیا"۔

جیسا کہ حدیثِ صحیح میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد ہے:

"رمضان میں عمرہ کی ادائیگی حج کے برابر ہے۔ یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ:) میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے"۔

اس ماہِ مبارک میں نیکی کے مختلف کاموں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی مشروعیت کو بیان کرنے والی احادیث و آثار بکثرت موجود ہیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو ہر اس کام کی توفیق دے جو اس کی رضا کا باعث ہو، ہمارے روزے اور قیام کو قبول فرمائے، ہمارے حالات کو درست کردے، اور ہمیں ہر گمراہ کن فتنوں سے محفوظ رکھے۔ ہم اللہ تعالی سے دعا

کرتے ہیں کہ وہ مسلم حکمرانوں کی اصلاح فرمائے اور حق پر ان تمام کو جمع فرمادے۔

یقیناً اللہ ہی اس پر قادر ہے اور وہی اس کی طاقت رکھتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

فہرست

زکٰوۃاور روزے سے متعلق دو مختصر رسائل................................. ۲

پہلا رسالہ... ۲

زکوۃ سے متعلق چند اہم مسائل.. ۲

دوسرا پیغام.. ۱۳

رمضان کے روزے اور قیام کی فضیلت کے ساتھ ساتھ بعض ایسے اہم احکام کا بیان، جو بعض لوگوں پر مخفی ہو سکتے ہیں۔................................ ۱۳

حرمين

رئاسة الشؤون الدينية
بالمسجد الحرام والمسجد النبوي

رسالة الحرمين

حرمین کا پیغام

مسجد حرام اور مسجد نبوی کے زائرین کے لیے مختلف زبانوں میں رہنما کتابیں